قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 15 اکتوبر 2021ء | 08 ربیع الاول 1443 ہجری قمری | 15 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:245

ارشادِ باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ہَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الْجٰہِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۴﴾

(الفرقان:64)

ترجمہ:۔ اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ’’سلام‘‘

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’عاجزی اور انکساری ایک ایسا خلق ہے جب کسی انسان میں پیدا ہوجائے تو اس کے ماحول میں اور اس سے تعلق رکھنے والوں میں باوجود مذہبی اختلاف کے جس شخص میں یہ خلق ہو اس پر انگلی اٹھانے کا موقع نہیں ملتا بلکہ اس خُلق کی وجہ سے لوگ اس کے گرویدہ ہوجاتے ہیں، اس سے تعلق رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ہمیں تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی اگر کسی میں نظر آتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے چنانچہ دیکھ لیں باوجود خاتم الانبیاء ہونے کے آپ اپنے ماننے والوں کو یہی فرماتے ہیں کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو اور اس یہودی کو بھی پتہ تھا کہ باوجود اس کے کہ میں یہودی ہوں اور جھگڑا میرا مسلمان سے ہے اور پھر معاملہ بھی آپ ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اپنے اس جھگڑے کا معاملہ آپ ﷺ کے پاس ہی لاتا ہے، آپ کی خدمت میں ہی پیش کرتا ہے۔ کیونکہ مذہبی اختلاف کے باوجود اس کو یہ یقین تھا اور وہ اس یقین پر قائم تھا کہ یہ عاجز انسان ﷺ کبھی اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 2جنوری 2004ء)

اس شمارہ میں

- ترانہ (منظوم)
- عالم اسلام اور خلافت احمدیہ
- تکبر کے نقصانات
- مکرم ہدایت اللہ ہیوبش کا ذکر خیر

فرمانِ رسول ﷺ

رفعت اختیار کرنے کا نسخہ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہر انسان کا سر دو زنجیروں میں ہے۔ ایک زنجیر ساتویں آسمان تک جاتی ہے اور دوسری زنجیر ساتویں زمین تک جاتی ہے۔ جب انسان تواضع یا عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں آسمان تک لے جاتا ہے اور جب وہ تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں زمین تک لے جاتا ہے۔ انتہائی نیچے گرا دیتا ہے۔

(کنزالعمال حدیث5745)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تواضع انسان کو صرف بلندی میں ہی بڑھاتی ہے۔ پس تواضع اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رفعتیں عطا کرے گا۔

(کنزالعمال حدیث نمبر5740)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

عاجزی و انکساری

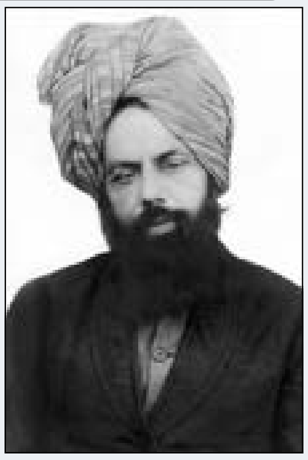

’’مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ میں یہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

یہ ہے نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہ بات بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی کے انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمت گار سے ذرا کوئی کام بگڑا۔ مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کر دیں یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کر دیا اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہوگیا تو بس بیچارے خدمتگاروں پر آفت آئی۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 437،438 ایڈیشن 1988)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57)

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 232 ایڈیشن 1988)

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

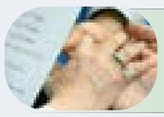

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ اور زیارت کا شوق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے وہ واقعات لئے ہیں جن میں انہوں نے اپنے اُن جذبات واحساسات کا ذکر کیا ہے، اُس شوق کا ذکر کیا ہے جس کے تحت وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے اور زیارت کا شوق رکھتے تھے۔

حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز یونہی بیٹھے بیٹھے میرے دل میں قادیان شریف جانے کا اُبال سا اُٹھا۔ مَیں نے برادرم مکرم منشی سراج الدین صاحب سے ذکر کیا کہ میرا یہ ارادہ ہے۔ اُس وقت میرے پاس خرچ کو ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ برادرم منشی سراج الدین صاحب نے مجھے ایک روپیہ دے کر کہا کہ اس وقت میرے پاس بھی ایک ہی روپیہ ہے ورنہ اور دیتا۔ مَیں نے پھر قاضی منظور احمد صاحب سے ذکر کیا کہ مَیں تو قادیان جارہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں بھی چلتا ہوں۔ دوسرے روز ہم دونوں قادیان روانہ ہو گئے۔ بٹالہ سے پیدل چل کر قادیان ظہر کے وقت پہنچے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کر کے طبیعت کو تسلی ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 363-364 روایت حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب ڈولیؓ)

پھر لکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ بھی کیا پُر لطف زمانہ تھا کہ آپ کی خدمت میں پہنچ کر پیچھے کی کوئی خبر نہ رہتی تھی۔ دل نہ چاہتا تھا کہ آپ سے جدا ہوں۔ اُس وقت ہم جو قادیان پہنچے، آگے جاکر دیکھا کہ میرے خسر قاضی زین العابدین بھی پہنچے ہوئے تھے۔ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات سے بہت خوش تھے۔ اب کی دفعہ ہم قادیان چار پانچ روز رہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنے کا موقع دیا۔ یہ محض اللہ کا فضل ہی تھا کہ ہمارے جیسے کمزوروں کو اُس نے اس مبارک زمانے میں پیدا کر کے مبارک وجود سے ملا دیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

پھر حاجی محمد موسیٰ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُس زمانے میں میرا کئی سال یہ دستور العمل رہا کہ 'نیا سٹیشن' پر (سٹیشن کا نام تھا) ایک جمعدار کے پاس ایک بائیکل ٹھوس ٹائروں والا رکھا ہوا تھا (یعنی وہ بائیکل تھا جس کے ٹائروں میں ہوا کے بجائے صرف ربڑ چڑھا ہوا تھا) جمعہ کے روز مَیں لاہور سے بٹالہ تک گاڑی پر جاتا اور وہاں سے سائیکل پر سوار ہو کر قادیان جاتا اور جمعہ کی نماز کے بعد واپس سائیکل پر بٹالہ آ جاتا۔ یہاں سے گاڑی پر سوار ہو کر لاہور آ جاتا۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 11-12 روایت حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ)

(ہر جمعہ کا یہ اُن کا دستور تھا کہ لاہور سے باقاعدہ قادیان جمعہ پڑھنے جاتے تھے اور گیارہ بارہ میل کا سفر، بلکہ آنا جانا بائیس میل سائیکل پر کرتے تھے۔)

پھر حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں پہلے پہل فروری 1901ء میں قادیان آیا اور دستی بیعت کی، کیونکہ تحریری بیعت مَیں اگست 1900ء میں کر چکا تھا۔ تو مَیں نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے پوچھا کہ اپنے سلسلے کا کوئی وظیفہ بتائیں۔ فرمایا سلسلہ کا وظیفہ یہ ہے کہ بار بار قادیان آیا کرو۔ تو مجھے فوراً ہی خیال آیا کہ قادیان میں مکان بنایا جائے تا کہ والدین اور بیوی بچے یہاں رہیں اور جب کبھی رُخصتیں آئیں تو سیدھے قادیان آ کر ہی رہیں۔ (قادیان میں مکان بنا لیا جائے تا کہ جب بھی چھٹیاں ہوں یہیں آ کر رہیں) لہٰذا واپس جاتے ہی مَیں نے افریقہ، مشرقی افریقہ جہاں میں ملازم تھا۔ چھ صد روپیہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نام بھیج دیا کہ میرے لئے مکان بنا دیا جائے، مگر تین سال کے بعد جب مَیں واپس آیا تو مولوی صاحب نے مجھے روپیہ واپس کر دیا اور معذرت کی کہ مجھے موقع نہیں ملا۔ مولوی صاحب حضرت اقدس کے بالا خانے پر رہتے تھے۔ روپیہ واپس دیتے وقت انہوں نے فرمایا کہ یہ سب بڑے بڑے مکانات احمدیوں کے ہی ہیں (یعنی جو غیروں کے، ہندوؤں کے مکان تھے، کہنے لگے یہ سب احمدیوں کے ہیں)۔ خاص کر ہندو ڈپٹی کے مکان کی طرف اشارہ کیا جس میں اب ہمارے دفاتر ہیں۔ لکھتے ہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب عرفان کی چوٹیوں پر پہنچے ہوئے تھے۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 79-80 بقیہ روایات حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحبؓ)

انہوں نے بات کی اور اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائی۔ بہرحال وہ باتیں تو وہ تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ اُسی نے ان کے ایمان میں اس حد تک زیادتی کی کہ یہ یقین تھا کہ یہ سب کچھ ہمیں ملنے والا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ وہ مل گیا۔

(خطبہ جمعہ 4/ مئی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ترانہ

ہم روز یونہی کرتے رہیں اُس کی منادی
جس نے ہمیں اسلام کی پہچان کرا دی
مسرور ہے ہادی مرا، مسرور ہے ہادی

دنیا کے ہر اک ملک میں لہرائے گا پرچم
اُس پاک صفت، پاک نفس نے ہے دعا دی
مسرور ہے ہادی مرا، مسرور ہے ہادی

دنیا کے کہے سے کبھی پیچھے نہ ہٹیں گے
ہر ظلم و ستم سہنے کے ہم لوگ ہیں عادی
مسرور ہے ہادی مرا، مسرور ہے ہادی

یہ مال، یہ دولت یہیں رہ جائیں گے اک دن
لے جائے گی جب اپنی طرف موت کی وادی
مسرور ہے ہادی مرا، مسرور ہے ہادی

جاں اس پہ فدا کر دیں، وہ کر دے جو اشارہ
دل شاد ہیں وہ جن کا بھی مسرور ہے ہادی
مسرور ہے ہادی مرا، مسرور ہے ہادی

جب علم کی روشن ہوئی مشعل مرے دل میں
تعلیم محبت کی ہے، نفرت تو بُھلا دی
مسرور ہے ہادی مرا، مسرور ہے ہادی

عاشق ہیں خلافت کے، غلامانِ نبی ہیں
احمد! یہ دل و جاں ہے اطاعت میں لُٹا دی
مسرور ہے ہادی مرا، مسرور ہے ہادی

مبارک احمد سیّد

عبد الماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد، یوکے

عالم اسلام اور خلافت احمدیہ

(تقریر برموقع جلسہ سالانہ یوکے 2021ء)

آج مجھے اس مجلس میں ’’عالم اسلام اور خلافتِ احمدیہ‘‘ کے موضوع پر کچھ عرض کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عالم اسلام کو خلافت راشدہ کی صورت میں وہ عظیم نعمت عطا کی گئی جس نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا اور مسلمانوں نے نہ صرف روحانی بلکہ دنیاوی لحاظ سے بھی ترقیات کے ایسے نئے سنگ میل عبور کیے جن کی اس سے پہلے تاریخ عالم میں مثال نہیں ملتی۔ یہ عالم اسلام کا پہلا دَور تھا۔

عالم اسلام کے اس آخری دَور اور آخری زمانے کے لیے بھی آنحضرت ﷺ نے ایک پیشگوئی فرمائی تھی کہ تم میں نبوت رہے گی اور پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر ایذا رساں بادشاہت اس کی جگہ لے لی گی اور پھر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہوگا۔

(مشکوٰۃ المصابیح–کتاب الرقاق باب التحذیر من الفتن۔الفصل الثالث)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی اور مسیح موعودؑ اور ان کے بعد قائم ہونے والی خلافت کا ذکر فرمایا ہے جس کا اصل مقصد ایمان کو دلوں میں دوبارہ قائم کرنا اور اسلام کو عالمگیر غلبہ عطا کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف خود اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی اس تخم ریزی کا آغاز فرمایا بلکہ اپنے بعد ان پاک وجودوں کا بھی ذکر فرمادیا جنہوں نے قیامت تک اس مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں رہنا تھا اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت اور عظمت کو ازسرنو دنیا میں قائم کرنا تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:’’میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو‘‘۔

(رسالہ الوصیّت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

پھر اپنے بعد آنے والے ان پاک وجودوں کے مشن کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔‘‘

(رسالہ الوصیّت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306 تا 307)

27/مئی 1908ء کو جماعت احمدیہ اس قدرت ثانیہ کے بابرکت دائمی دَور میں داخل ہوگئی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے 113 سال کی تاریخ گواہ ہے کہ خلافت احمدیہ ان تمام برکتوں اور رحمتوں کا مرکز بنتے ہوئے نہ صرف عالم احمدیت بلکہ تمام عالم اسلام اور تمام دنیا کی دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود کے لیے دن رات کوشاں ہے۔

آج دنیا کے 213 سے زائد ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ خلافت احمدیہ کی ان برکات کی زندہ گواہ ہے۔ جہاں دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کا کام جاری و ساری ہے وہاں زمین کے کناروں تک ہر شہر اور ہر بستی میں احمدیہ مساجد کا ایک جال بچھا ہوا ہے اور نئی تعمیر کا کام بھی مسلسل جاری ہے۔ اور پھر جماعت میں ایسا بھرپور مالی نظام اور سسٹم جاری ہے جس کی دنیا کے تمام مالی نظاموں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

پھر خلافتِ احمدیہ کی سرپرستی میں آج ساری دنیا میں مختلف زبانوں میں بڑے وسیع پیمانے پر کتب اور لٹریچر کی اشاعت کا کام جاری ہے۔ لکھوکھا کی تعداد میں یہ لٹریچر ہر سال شائع ہو رہا ہے اور اسی طرح الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ لکھوکھا لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ ! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات اور خطابات آج عالم اسلام میں ایک انقلابِ عظیم برپا کر رہے ہیں۔ یہ خطبات ساری دنیا میں مختلف زبانوں میں سنے جاتے ہیں۔ MTA کے مختلف چینلز پر مختلف زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ نشر ہوتے ہیں۔ MTA افریقہ پر افریقہ کی مختلف زبانوں میں نشر ہوتے ہیں۔ افریقہ کے جماعتی اور دوسرے ریڈیو سٹیشنز پر بہت سی زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ نشر ہوتے ہیں۔ مختلف ممالک نے اپنی اپنی ویب سائٹ بنائی ہوئی ہیں۔ ان پر ان ممالک کی زبانوں میں اپ لوڈ کیے جاتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کی آواز ساری دنیا تک پہنچانے کے لیے آج ایک ایسا نظام جاری ہے جس کی تاریخ عالم میں اور عالم اسلام میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ ان خطبات سے جہاں افراد جماعت کی زندگیاں سنورتی ہیں اور ایمانوں کو جلا ملتی ہے اور ایک روحانی مائدہ کا سامان مہیّا کرتے ہیں وہاں غیر بھی اِن خطبات سے فیض پاتے ہیں اور جہاں اُن کے احمدیت میں داخل ہونے کا موجب بنتے ہیں وہاں ان کی زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوتا ہے۔

گنی بساؤ سے مبلغ انچارج صاحب بتاتے ہیں: ایک دوست عثمان بانڈے صاحب احمدیت کے مخالف تھے۔ ان کے بعض رشتے داروں نے احمدیت قبول کی تو یہ بعض مولویوں کو اکٹھا کر کے اپنے ساتھ لے آئے۔ انہیں کہا گیا کہ آپ بے شک جماعت کی مخالفت کریں لیکن ایک دن آ کر ہمارا پیغام تو سن لیں پھر جو چاہے مرضی کریں۔ چنانچہ یہ جمعہ کے دن آئے اور اس وقت حضور انور کا خطبہ جمعہ براہ راست MTA پر آرہا تھا۔ ان کو کہا کہ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو کچھ دیر خطبہ ضرور سنیں۔ کہنے لگے میں صرف تھوڑی دیر کے لیے خطبہ سنوں گا لیکن جب سننا شروع کیا تو وقت بھول گئے اور بڑے غور سے سارا خطبہ سنا۔ جب خطبہ ختم ہوا تو کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ کافر نہیں ہوسکتی۔ آپ کے خلیفہ تو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی سیرت پیش کر رہے ہیں۔ کوئی کافر جماعت یہ کام نہیں کرسکتی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی تمام فیملی کے ساتھ احمدیت قبول کر لی اور اب وہ اپنے علاقے میں احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

امیر صاحب کانگو کنشاسا بیان کرتے ہیں کہ ایک گاؤں میں تبلیغ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا آڈیو خطبہ سنوایا گیا۔ اس خطبہ کو سن کر پانچ خاندان احمدیت میں داخل ہوئے۔ کہنے لگے کہ سنّی اماموں نے بہت زور وشور سے بتایا تھا کہ احمدی کافر ہیں لیکن خلیفۃ المسیح کا آج کا خطبہ سن کر ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ احمدی حق پر ہیں۔ آج ہم اللہ سے اپنے سابق عمل پر معافی مانگتے ہیں۔

کونگو کنشاسا کے صوبہ کسائی کے شہر ’اِیْلیے بُو‘ کا واقعہ ہے۔ یہاں پر بعض غیراحمدیوں نے آپس میں مل کر منظم طور پر جماعت کی مخالفت کا آغاز کیا۔ ایک دن ان میں سے ایک مخالف نے مشن ہاؤس سے رابطہ کیا کہ وہ اپنی ساری فیملی کے ساتھ جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ ان سے وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ ایک دن میری بیوی چینل تلاش کر رہی تھی تو آپ کا چینل MTA لگ گیا۔ اس وقت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ آرہا تھا۔ میں نے وہ سارا خطبہ سنا تو مجھے یقین ہوگیا کہ آج خلیفۃ المسیح کی آواز جو میرے کانوں میں پڑی ہے یہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے اور خلیفہ کو سننے کے بعد جماعت کی سچائی میں مجھے کوئی شک نہیں رہ گیا۔ تو میں نے فیملی کے ساتھ بیعت کرلی۔

بے شک حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ اور خطابات ایک انقلاب برپا کر رہے ہیں۔ سیرالیون سے مشنری محمد ایف سیسے صاحب نے بتایا کہ ہم نے اپنے ریجن میں 80/غیراحمدی احباب کو حضور انور کا خطبہ سنانے کا انتظام کیا۔ ان میں سے ساٹھ افراد نے خطبہ سننے کے بعد بیعت کرلی اور احمدیت میں داخل ہوگئے۔

جو لوگ دوسرے مختلف مذاہب سے خلافتِ احمدیہ کی آغوش میں آرہے ہیں ان میں احمدیت قبول کرنے کے بعد حضور انور کے روح پرور کلمات سے ایک پاک تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ ان کو ایک سچا اور حقیقی باعمل مسلمان بنا رہی ہے۔ ان کے اندر کی برائیاں اور برسوں پرانی لغویات دم توڑ رہی ہیں اور ان کے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ ایسا انقلاب جو صرف سچوں کو ہی نصیب ہوا کرتا ہے۔

ملک سنٹرل افریقہ کے ایک نومبائع ماپو کا عمر صاحب نے ایک تبلیغی مجلس میں زیرِ تبلیغ لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا:

آج میں اپنے آپ کو احمدیت کی سچائی کے لیے گواہ کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں جب سے احمدی ہوا ہوں میرے اندر بہت تبدیلی آئی ہے۔ پہلے میں جنوں بھوتوں، جادو ٹونے کا قائل تھا اور اب میں ان تمام فضولیات سے باہر نکل چکا ہوں۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خدا کے سچے مامور ہیں۔ اگر میں آپ لوگوں کے سامنے جھوٹ بولوں تو قیامت کے دن خدا تعالیٰ مجھے جہنم کی آگ میں ڈالے۔

کانگو سے ایک دوست اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں: میں کیتھولک عیسائی تھا اور مجھے چرچ میں عبادت کرنے سے سکون نہیں ملتا تھا۔ جب سے میں بیعت کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہوا ہوں،

میری زندگی مکمل طور پر تبدیل ہو چکی ہے۔ پہلے میں بہت جھگڑالو تھا اور کثرت سے شراب نوشی کیا کرتا تھا۔ اور سال میں ایک آدھ مرتبہ ہی عبادت کرتا تھا لیکن اب میں اللہ کے فضل سے دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتا ہوں۔

فرنچ گیانا میں ایک عیسائی خاتون Linda Dilaire صاحبہ نے جب بیعت کی تو اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا کہ میں متعدد چرچوں میں گئی ہوں، لیکن مجھے کہیں بھی دلی سکون نہیں ملا۔ مجھے ایک زندہ خدا کی تلاش تھی اور اب احمدیت قبول کرنے کے بعد مجھے میرا خدا مل گیا ہے۔ مجھے ایک راحت اور سکون اور اطمینان حاصل ہوا ہے۔ میری زندگی میں ایک انقلاب آ گیا ہے۔ میں نماز اور قرآن کی تلاوت سے ایک لذت پاتی ہوں۔ میرا دل اللہ کی محبت سے لبریز ہو گیا ہے۔

یہ ہے وہ پاک تبدیلی جو آج خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ پیدا ہو رہی ہے اور خدائے واحد کی عبادت کرنے والے جنم لے رہیں۔

اپنے تو اپنے اب تو غیر بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ احمدیت لوگوں کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا کر رہی ہے۔

شیانگا ریجن تنزانیہ کے ریجنل کمشنر نے کہا: ''مجھے پتہ ہے کہ شیانگا کے لوگ زیادہ تر بے دین ہیں لیکن اس کے باوجود یہ لوگ احمدیت کے پیغام سے متاثر ہو رہے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان میں ایک نیک روحانی تبدیلی آ رہی ہے۔ اس لیے آپ لوگ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ شیانگا کے تمام لوگوں تک آپ کا پیغام پہنچ جائے۔ کیونکہ جو دین آپ سکھا رہے ہیں اس سے لوگ مہذب بن رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جرائم کی شرح میں کمی آ رہی ہے۔

یہی وہ مقصد تھا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام لے کر آئے تھے کہ لوگ توحید کی طرف کھینچے جائیں اور بندوں کو دین واحد پر جمع کیا جائے۔

پس یہ ہے وہ انقلاب جو مخلوق خدا کو دنیاوی آلائشوں سے پاک کر کے اپنے رب سے ملا رہا ہے۔

بینن میں ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر جماعت ماکارا (Makara) کے صدر جماعت نے کہا: احمدیت ہی اصل اسلام ہے۔ ہم لوگ تو جاہل تھے۔ نماز تک نہ جانتے تھے۔ احمدیوں نے ہمیں اسلام سکھایا، ہمیں مساجد دیں، ہمارے بچوں کو دین سکھایا۔ اگر کوئی پوچھے کہ احمدیت نے ہمیں کیا دیا ہے تو میں کہوں گا کہ خدا دیا ہے۔ اور مرتے دم تک ہم اس پر قائم رہیں گے۔

پس آج خلافتِ احمدیہ کی برکت سے ان محروموں کو خدا تعالیٰ مل رہا ہے اور نئی زندگی عطا ہو رہی ہے۔

آج ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کو ایک منفرد اور ممتاز عالمی تشخص حاصل ہے۔ آج عالم اسلام میں اس روئے زمین پر یہ واحد جماعت ہے جس میں آسمانی خلافت کا نظام جاری ہے۔ آج عالم اسلام میں چاروں طرف نظر دوڑائیں تو سوائے ایک وجود کے اور کوئی ایسا وجود نہیں ملتا جو عالم اسلام کے لیے اور بنی نوع انسان کے لیے راتوں کو اٹھ کر اپنے رب کے حضور تڑپتا ہو، آہ و بکا کرتا ہو اور ہر ایک کے لیے خیر اور بھلائی مانگتا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔''

پھر حضور انور فرماتے ہیں: ''دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشمِ تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/جون 2014ء)

کیوبا جماعت کے ایک نومبائع علی عقبانی صاحب جو کہ اب وہاں صدر جماعت بھی ہیں بیان کرتے ہیں کہ امسال فروری 2021ء میں ایک دن مشن ہاؤس جاتے ہوئے میری موٹر سائیکل کو ایک بہت ہی خوفناک حادثہ پیش آیا۔ اُس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تصاویر فریم کروا کر مشن ہاؤس میں لگانے کے لیے جا رہا تھا کہ موٹر سائیکل پھسل گئی اور میں ایک بہت ہی مصروف سڑک کے درمیان جا گرا۔ موت میرے سامنے تھی۔

میں اپنے بائیں پاؤں پر گرا جس سے ٹخنے کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ایک تیز رفتار گاڑی میرے ہاتھ سے ٹکرا کر رکی جسے میں نے اپنے تحفظ کے لیے آگے بڑھایا ہوا تھا۔ وہ گاڑی مجھے کچل سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے موت سے بچالیا۔

ہسپتال پہنچے تو ڈاکٹر نے چیک اپ کرنے کے بعد کہا کہ ملک میں طبی بحران کی وجہ سے ادویات میسر نہیں ہیں، اس لیے آپریشن نہیں ہوسکتا۔ دوسری طرف میری پنڈلی اور ٹخنے کی حالت بگڑتی جا رہی تھی اور ڈاکٹرز نے بغیر آپریشن کے ہی خالی پلستر لگا دیا تھا۔ اُس وقت مایوسی کی حالت میں، مَیں نے اپنے بہت ہی پیارے خلیفہ کو اپنی صحت کے لیے بھرپور یقین کے ساتھ خط لکھا، اور یہی میری آخری امید تھی۔ خط لکھنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ اُسی رات حضرت امیر المومنین نے میرے لیے دعا کی ہے اور اگلے دن معائنہ کے لیے آنے والے ڈاکٹر نے خوش ہو کر مجھے بتایا کہ ہڈی خود بخود اپنی جگہ پر آ چکی ہے۔ یہ ہمارے لیے کسی معجزے سے کم نہ تھا کہ کس طرح حضور کی دعا کے طفیل ہڈی بغیر آپریشن اور بغیر ادویات کے جڑ گئی تھی۔

یہ نومبائع دوست کہتے ہیں کہ بلا شبہ خلیفۂ وقت کا بابرکت وجود بہت بڑی نعمت ہے جو راتوں کو جاگتا ہے تا کہ جماعت کے لیے اور غلبہ اسلام کے لیے دعائیں کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت عطا فرما کر مسلمانوں پر یقیناً بہت عظیم احسان فرمایا ہے۔

پھر مالی کی ایک مقامی جماعت 'ڈوگابوگو' کے صدر صاحب نے بتایا کہ انہوں نے ایک دفعہ جماعتی میٹنگ کے سلسلہ میں قریبی شہر 'سیگو' آنا تھا اور مقامی جماعت کے لوگوں نے انہیں حضور انور کی خدمت میں بھجوانے کے لیے دعائیہ خطوط دیے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ خطوط دے دیے اور واپس آ گیا۔ چند دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ 'وہ خطوط جو تم نے مجھے بھجوائے تھے، میں نے ان کے لیے دعا کی تھی اور ایک وہ خط جو رہ گیا تھا اس کے لیے بھی دعا کی تھی۔'

وہ کہتے ہیں کہ جب میں اٹھا تو مجھے خواب کی سمجھ نہیں آئی اور میں اپنے روزمرہ کاموں میں مشغول ہو گیا۔ چند دن بعد جب میں اپنے کمرے سے کاغذات کی صفائی کر رہا تھا تو مجھے ایک لفافہ ملا جس میں ایک خط تھا جو کہ کسی ممبر نے حضور کو دعا کی غرض سے بھجوانے کے لیے دیا تھا لیکن وہ غلطی سے رہ گیا تھا۔

صدر صاحب کہتے ہیں کہ تب انہیں وہ خواب یاد آئی کہ یہی وہ خط تھا جس کے بارے میں خواب میں حضور انور نے اشارہ فرمایا تھا کہ میں نے اس کے لیے بھی دعا کی تھی۔

ایسے واقعات کثرت سے ہوتے ہیں کہ ابھی حضور انور کی خدمت میں دعا کے لیے کسی بیماری، مصیبت، دکھ، تکلیف یا پریشانی سے نجات کے لیے خط لکھا ہی ہوتا ہے اور ابھی پوسٹ بھی نہیں کیا جاتا تو خلیفہ وقت کی دعا خط لکھنے والے کے حق میں قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ''جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے۔ وہ دنیا میں خدا اور رسولِ کریم ﷺ کا نمائندہ ہے۔''

(الفضل 27/ اگست 1937ء صفحہ 8)

پس خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک بڑا عظیم الشان انقلابی کام جو اس دورِ مبارک میں ہوا وہ یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں حضور انور نے دنیا کے سرکردہ حکام کے سامنے بڑی جرأت اور شجاعت کے ساتھ اسلام کی امن وصلح و آشتی کی تعلیم، اسلام کی حقیقی تعلیم پیش فرمائی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔ کیپٹل ہل امریکہ میں حضور انور نے خطاب فرمایا، یورپین پارلیمنٹ میں، برٹش پارلیمنٹ میں، نیوزی لینڈ پارلیمنٹ میں، ملٹری ہیڈ کوارٹرز جرمنی میں، پھر سنگاپور، آسٹریلیا، جاپان اور کینیڈا میں ایسی تقریبات منعقد ہوئیں۔ فرانس میں اقوامِ متحدہ کے ادارے UNESCO میں، برلن جرمنی میں تقریبات منعقد ہوئیں جہاں بڑی تعداد میں ممبرانِ پارلیمنٹ، دیگر اعلیٰ حکام اور اسکالرز شامل ہوئے۔

ان تمام تقریبات میں حضور انور نے اسلام کا امن کا پیغام دنیا کے ان لیڈروں، سربراہوں اور حکومتوں کو دیا ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اسلام کے اس امن کے پیغام کو اپناتے ہوئے اور دوسروں کے حقوق، عدل و انصاف سے ادا کرتے ہوئے دنیا کو تباہی سے بچا سکتے ہو۔

حضور انور نے اس مادی دنیا کے ایک بہت بڑے اور طاقتور ایوان 'کیپٹل ہل' میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اسلام ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم کبھی بھی دوسروں کی دولت کی طرف حسد اور لالچ کی نظر سے نہ دیکھیں۔ اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ ترقی یافتہ اقوام اپنے مفادات کو ایک طرف رکھ کر غریب اور کم ترقی یافتہ اقوام کی درحقیقت بے غرضانہ مدد اور خدمت کریں۔ اگر ان تمام اصولوں کی پابندی کی

جائے تو دنیا میں حقیقی امن قائم ہو جائے گا۔''
(عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 77تا78)

ہر جگہ، ہر موقع پر ان سرکردہ افراد نے اس بات کا کھل کر برملا اظہار کیا ہے کہ اگر آج کوئی وجود دنیا کو تباہی سے بچانے کے لیے قریہ قریہ، ملک ملک، امن کے لیے کوشاں ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہیں۔

انڈیا میں بک فیئر کے موقع پر ایک غیر از جماعت دوست جماعتی سٹال پر آئے اور کہنے لگے: ''بیشک دوسرے مسلمان آپ لوگوں کو کافر یا دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں مگر امام جماعت احمدیہ نے دنیا کے بڑے بڑے راہنماؤں کے سامنے جس طرح اسلام کو پیش کیا ہے اس طرح آج تک کسی مسلمان بادشاہ یا عالم دین کو بھی توفیق نہیں ملی۔ خدا تعالیٰ ضرور آپ لوگوں کی مدد کرے گا۔''

حضور انور نے 22/اکتوبر 2019ء کو برلن میں ایک تاریخی خطاب فرمایا جس میں بڑی تعداد میں ممبرانِ پارلیمنٹ اور دیگر اعلیٰ حکام شامل ہوئے۔ اس موقع پر جرمنی کی پارلیمنٹ کے ایک ممبر Bettina Muller (بیٹینا مولر) نے کہا کہ ''امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے بھی امن کی خوشبو آتی ہے اور آپ کے وجود میں بھی امن، سلامتی اور سچائی کی تاثیر تھی جو دورانِ پروگرام سارے ماحول میں مجھے محسوس ہوتی رہی۔''

پھر یونائیٹڈ نیشن کے ادارہ UNESCO میں حضور انور نے ایک تاریخی خطاب فرمایا۔ وہاں مالی سے UNESCO کے ایمبیسڈر عمر کاتا صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: امام جماعت احمدیہ وسیع النظر شخصیت ہیں اور امن کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی امتِ مسلمہ کو ضرورت ہے۔ عالمی انصاف، ہم آہنگی کا جو تصور امام جماعت احمدیہ پیش کرتے ہیں دنیا کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ اور آج امت مسلمہ کو ایسے ہی لیڈر کی ضرورت ہے۔ آج میں ایک ایسے انسان کے قریب تھا جو امن و انصاف کا سپوت ہے۔

پھر خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ نے اسلام کے حسین چہرہ پر جو دہشت گردی، انتہا پسندی اور شدت پسند مذہب ہونے کا داغ ہے اس کو دھویا ہے۔ اسلام کا خوبصورت چہرہ غیروں کے سامنے پیش کیا ہے مختلف تقریبات کے ایڈریسز ہوں، خواہ پریس کانفرنسز ہوں، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے انٹرویوز ہوں، سرکردہ افراد سے ملاقاتیں ہوں۔ ہر جگہ حضور انور نے اسلام کا دفاع کرتے ہوئے اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھایا ہے۔ اور غیروں نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آج ہمیں علم ہوا ہے کہ اسلام کتنا پُر امن خوبصورت مذہب ہے۔

جاپان کے ایک پروگرام میں ایک مشہور وکیل نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ آج ہم نے اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دیکھا ہے اور اس یقین پر پہنچے ہیں کہ اگر دنیا کسی ایک معاملے پر جمع ہو سکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے امام کا ہاتھ ہی ہو سکتا ہے۔

نیوزی لینڈ کی ایک تقریب میں شامل ہونے والے ایک بہائی دوست نے کہا آج تک میرا اسلام کے متعلق انتہائی بُرا تاثر تھا۔ میں جو کچھ میڈیا پر دیکھتا تھا اس پر یقین کر لیتا تھا۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر اب میری رائے مکمل طور پر تبدیل ہو گئی ہے۔

2009ء میں جب یورپ میں یہ تحریک چلی کہ مسلمانوں کی مسجدوں کے میناروں پر پابندی لگائی جائے تو اس وقت خلافت احمدیہ ہی اس تحریک کی راہ میں عالم اسلام کے لیے ڈھال بن گئی اور جماعت کے اعلیٰ کردار اور نمونہ کی بنیاد پر یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 18/دسمبر 2009ء میں فرمایا: ''اسلام کی یہ روشنی پھیلانے کا کام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا ہی مقدر ہے اور اسی کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ چنانچہ صرف سوئٹزرلینڈ میں ہی نہیں، سپین کے ایک بہت بڑے سیٹلائٹ چینل نے یہ خبر دی اور خبر کے ساتھ پیڈروآباد میں جو ہماری مسجد بشارت ہے اس کی تصویر دی اور مقامی لوگوں کے انٹرویو دیئے اور سب نے یہ کہا کہ اس قسم کے قوانین غلط ہیں اور یہ بتایا کہ ہمارے علاقہ میں مسلمانوں کی یہ مسجد ہے یہاں سے تو امن و محبت کا پیغام پھیلانے والی آواز اٹھتی ہے۔ بلکہ ایک شخص نے تو یہاں تک کہا کہ ''تم ان لوگوں سے Terrorism کی بات کرتے ہو، یا کسی قسم کی نفرت کی بات کرتے ہو، میں تو کہتا ہوں کہ اصل امن پسند یہ لوگ ہیں اور ہمیں بھی ان جیسا ہونا چاہئے''۔ یہ ایک انقلاب ہے جو دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے آپؑ سے تربیت پا کر پیدا فرمایا ہے کہ وہ ملک جہاں چند دہائیاں پہلے مسلمان سے سلام کرنا بھی شاید ایک دوسرے کو خوفزدہ کر دیتا تھا۔ آج ٹی وی پر کھل کر وہاں سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر سپینش لوگ امن چاہتے ہیں تو ان مسلمانوں جیسے بنیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور وہ یہ لوگ ہیں جو امن اور محبت کا سمبل (Symbol) ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18/دسمبر 2009ء)

آج عالم اسلام خلافت کے قیام کے لیے بے چین نظر آتا ہے۔ عام مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام دانشور اور صاحبِ علم و قلم بھی اس کے لیے اپنی تمنا کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت (پاکستان) کے ایک کالم نگار لکھتے ہیں: اس وقت عالم اسلام کا کوئی لیڈر نہیں۔ اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کی جا سکتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو مخلص قیادت عطا فرمائے۔ جس طرح مسلمان بارش نہ ہونے پر نماز استسقاء ادا کرتے ہیں۔ اس طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک روز 'نماز قیادت' ادا کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کرنی چاہیے کہ وہ انہیں مخلص لیڈر شپ عطا فرمائے۔

پھر مدیر رسالہ 'تنظیم اہلحدیث لاہور' لکھتے ہیں: اگر زندگی کے آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے۔

عالم اسلام کی یہ بے قرار تمنا مختلف شکلیں دھارتی رہتی ہے اور متعدد ادوار میں خلافت کے قیام کی کوششیں بھی ہوتی رہیں لیکن ہر مرتبہ خدا تعالیٰ نے ان کے ارادوں اور منصوبوں کو خلافت احمدیہ جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہے اس کے مقابل پاش پاش کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان مخالفین کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا: ''اب خلافت صرف اور صرف خاتم الخلفاء، مسیح و مہدی موعود علیہ السلام کی خلافت ہی کی شکل میں ممکن ہے۔... ہماری طرف سے چیلنج ہے کہ اگر مسلم دنیا کے تمام ممالک کے سربراہان، اور امتِ مسلمہ کے تمام افراد متفقہ طور پر کسی ایک شخص کو بطور خلیفہ تسلیم کر لیں اور اس کی بیعت میں شامل ہو جائیں، تو جماعت احمدیہ بھی اس خلیفہ کو تسلیم کرنے اور امت کے باقی مسالک کے ساتھ اس کی بیعت کرنے پر ضرور غور کرے گی! لیکن تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ نہیں کر سکو گے۔ ایسا تم کر ہی نہیں سکتے۔''

(الفضل انٹرنیشنل یکم جنوری 2021ء صفحہ 3)

پس آج خلافت کے جھنڈے تلے جماعت احمدیہ دن بدن ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی جا رہی ہے اور ہر آنے والا دن فتوحات کی نوید لے کر طلوع ہوتا ہے۔

امسال 5/جون کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کبابیر جماعت کی ایک آن لائن، ورچوئل ملاقات میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی جو ترقی ہو رہی ہے اور جماعت جس طرح پھیل رہی ہے، ہر ملک میں اور ہر ملک کے کئی شہروں میں جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جماعت کا تعارف ہو گیا ہے اور دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں بھی جماعت کا تعارف ہو گیا ہے۔ تو ہمیں امید ہے کہ جلد انشاء اللہ آئندہ بیس، پچیس سال جماعت کی ترقی کے بہت اہم سال ہیں۔ اور آپ دیکھیں گے کہ اکثریت انشاء اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے تلے آجائے گی یا کم از کم مسلمانوں میں سے اکثریت ایسی ہو گی کہ جو یہ تسلیم کرنے والی ہو گی کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔''

حضور نے فرمایا: ''انشاء اللہ ایک دن آئے گا جب امّت مسلمہ مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے تلے خانہ کعبہ میں داخل ہو گی۔''

آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک ارشاد پر اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں۔

حضور فرماتے ہیں: ''پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 23/مئی 2003ء صفحہ 1)

پس آج ہم لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہر روز اپنی آنکھوں سے اپنے پیارے آقا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم قیادت میں اسلام کی ترقی اور فتوحات کے نظارے دیکھ رہے ہیں اور روز دیکھتے ہیں۔

پس اُٹھیں اور اپنی ہر مادی و روحانی ترقی کے لیے خلافت کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیں۔ اسی میں ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مبارک احمد منیر۔ مبلغ سلسلہ برکینا فاسو

تکبر کے نقصانات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی خصوصیات اور صفات کا مالک بنایا ہے جس کو اپنے صحیح وقت پر استعمال کیا جائے تو اس کے بے شمار فوائد اسے حاصل ہو سکتے ہیں لیکن اگر ان کو غلط جگہ استعمال کیا جائے یا حد اعتدال سے نکلا جائے تو وہی چیز نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اپنے اندر ایک عجیب رنگ رکھتی ہیں جن کے رنگ میں ڈھل کر انسان قرب الٰہی کی منازل طے کرسکتا ہے۔ اسی لیے تو فرمایا صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرۃ:139) کہ اللہ کی صفات اختیار کرو اور کون بہتر ہے جو اللہ کی صفات اختیار کرے۔

انہیں صفات میں ایک صفت بزرگی بھی ہے۔ جب انسان خالص اور خالص اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے اور اس کی بزرگی ظاہر کرنے کے لیے آیت وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) کے تحت اپنی بزرگی ظاہر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن جاتا ہے اور لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراہیم:8) کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں اور بڑھاوں گا کا وارث بنتا ہے۔ لیکن جب انسان یہ سب فضل اپنی ہی کاوشوں کی وجہ سے حاصل شدہ خیال کرتا ہے اور اپنے آپ کو دوسروں سے اعلیٰ سمجھنے لگ جاتا ہے تو یہ تکبر کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بجائے اس کے غضب کا اہل ٹھہرتا ہے۔ تکبر عربی کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے غرور کرنا، اپنے آپ کو بڑا جاننا اور بزرگ ظاہر کرنا وغیرہ۔

تکبر کی اقسام

حضرت مسیح موعودؑ تکبر کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اسکے یہی معنے ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں... بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے۔ دولتمند متکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے ... بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 613,614)

فرمایا ’’یہ تکبر کئی طرح پر ہوتا ہے کبھی دولت کے سبب سے، کبھی علم کے سبب سے کبھی حسن کے سبب سے کبھی نسب کے سبب سے۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 609)

قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات ملتی ہیں جن میں تکبر کا ذکر ملتا ہے۔ جب ہم تمام آیات پر غور کرتے ہیں تو ہر جگہ یہی سبق ملتا ہے کہ تکبر کرنے والا ہدایت سے دور ہوتا ہے اور اس کے دل پر مہر کر دی جاتی ہے۔ جنت کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں اور جہنم اس کا مقدر ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ (الزمر:73) کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اُس میں لمبے عرصہ تک رہنے والے ہو پس تکبر کرنے والوں کا کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

سب سے پہلا گناہ تکبر ہی تھا کہ ابلیس نے کیا اور اس کی وجہ سے تا قیامت دھتکارا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس کا سجدہ نہ کرنا تکبر کی وجہ سے ہی تھا کیونکہ اس نے یہی کہا کہ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ (الاعراف:13) میں اس سے بہتر ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کونسا انسان بہتر ہے اور عزت تو سب اللہ کے لیے ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا (فاطر:11) یعنی اللہ ہی کے تصرف میں سب عزت ہے۔ اور عزت دی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی جاتی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کسی انسان کی عزت لوگوں کے دلوں میں بیٹھا دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (المنافقون:9) یعنی عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہی ہے۔ مومنین وہی ہیں جو اپنے اندر عاجزی پیدا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو اور اس کے فضلوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے آپ کو کمزور سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی لیے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ إِذَا تَوَاضَعَ العَبدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَة کہ جب انسان عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات ساتویں آسمان تک بلند کر دیتا ہے۔

اسی طرح بعض دفعہ اپنے عہدے کا تکبر ہے۔ انسان سمجھتا ہے جو بات اس نے کہی ہے وہی ٹھیک ہے وہ کسی کی رائے کو سننا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ متکبر انسان پر مہر لگ جاتی ہے كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلَى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (مومن: 36) یعنی اسی طرح اللہ ہر متکبر (اور) سخت جابر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے کیونکہ وہ کسی کی رائے کو سننا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ کے خالص اور نیک بندے اپنے علم پر کبھی ناز نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی سنتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے حکم الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن، حیثما وجدھا، فھو احق بھا (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الحکمۃ) حکمت و دانائی کی بات مومن کا گمشدہ سرمایہ ہے، جہاں بھی اس کو پائے وہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے، پر عمل کرتے ہیں۔

روزمرہ کی زندگی میں یہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ متکبر انسان میں بعض دوسری اخلاقی بیماریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ جب ایک انسان متکبر ہو گا تو وہ اپنے لیے کوئی چھوٹا کام کرنا ناپسند کرے گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں یہ کام کروں گا تو میری عزت میں فرق آجائے گا۔ جب اس میں کام کی عادت نہیں رہتی تو آہستہ آہستہ سستی اور کاہلی اس کی فطرت کا حصہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ سستی کی وجہ سے جب اس کے سپرد کام کیا جاتا ہے تو وہ کام وقت پر نہیں کرسکتا اور جب اس سے اس کی ذمہ داریوں کے بارہ میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ اپنی جھوٹی عزت کو بچانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اور آہستہ آہستہ جھوٹ اس کی پکی عادت بن جاتی ہے۔ اس کے ساتھ متکبر آدمی اپنی جھوٹی عزت کو بچانے کے لیے بد دیانت بھی ہو جاتا ہے۔ اپنی جھوٹی عزت کے لیے وہ کسی حد تک چلا جاتا ہے۔ دھوکہ دہی اور بد دیانتی شروع کر دیتا ہے۔ پس وہ آہستہ آہستہ اخلاقی بیماریوں میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لیے روحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل وخوار کیا۔ اس لیے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 437)

پھر فرمایا

’’بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی ان میں نبی اور رسول آئے تھے لیکن کیا ان کی اس اعلیٰ ذات کا کوئی لحاظ خدا تعالیٰ کے حضور ہوا۔ جب اس کی حالت بدل گئی ۔۔۔۔ ان کا نام سؤر اور بندر رکھا گیا اور اسے اس طرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 145)

نیز فرمایا:

’’امراء کو کبر اور نخوت لگے رہتے ہیں جو کہ ان کے عملوں کو کھاتے رہتے ہیں اس لیے بعض غریب آدمی جن کو اس قسم کے خیالات نہیں ہوتے وہ سبقت لے جاتے ہیں... خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے لیکن اس کی طرف آنے کے لیے عجز ضروری ہے جس قدر انانیت اور بڑائی کا خیال اس کے اندر ہو گا خواہ وہ علم کے لحاظ سے ہو، خواہ ریاست کے لحاظ سے، خواہ مال کے لحاظ سے، خواہ خاندان اور حسب نسب کے لحاظ سے، تو اسی قدر پیچھے رہ جاویگا۔ اسی قسم کے حجاب انسان کو بے نصیب اور محروم کر دیتے ہیں۔ بہت ہی کم ہیں جو ان سے نجات پاتے ہیں۔ امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب سے غریب اور ادنیٰ آدمی السلام علیکم کہے تو اسے مخاطب کرنا اور علیکم السلام کہنا اس کو عار معلوم ہوتا ہے اور خیال گذرتا ہے کہ یہ حقیر اور ذلیل آدمی کب اس قابل ہوتا ہے کہ ہمیں مخاطب کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 88)

اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں صاف طور پر بیان کرتا ہے کہ خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (النساء:29) کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ پس اپنی حالت کو جانتے ہوئے بھی تکبر کرنا بے وقوفی کا کام ہی ہے۔ قرآن کریم میں حکم ہے کہ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى (النجم:33)

پس اپنے آپ کو (یونہی) پاک نہ ٹھہرایا کرو وہی ہے جو سب سے زیادہ جانتا ہے کہ متقی کون ہے۔ پس اس آیت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اپنے آپ کو تو پاک وہی ٹھہرایے گا جو اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھے گا۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لیے ہمیشہ دعا میں لگا رہے۔ نہ کہ اس کے برعکس اپنی بڑھائی بیان کرتا پھرے۔

رسول اللہ ﷺ ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ مَا نَقَصَت صَدَقَة مِن مَال وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبدًا بِعَفوٍ اِلاَّ عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلاَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ

(حدیقۃ الصالحین 758)

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اسکے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ وحشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ وہ جاہ وحشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے ...

وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے نہیں سننا چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ......‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 402,403)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے اندر عاجزی اور فروتنی پیدا کرنے کی توفیق عطا کرے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن سکیں۔ آمین

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

18 ستمبر 2021ء کے روزنامہ الفضل میں کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے بارے ہدایات بعنوان ’’ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ‘‘ پڑھا۔ آپ نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ سے متعلق پچاس راہنما اصولوں کو بیان کر کے یقیناً میرے جیسے نئے لکھنے والوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ اُمید کرتی ہوں کہ یہ محنت شاقہ سے لکھے گئے تمام نکات روزنامہ الفضل آن لائن کے تمام قلمی معاونت کرنے والوں اور قارئین کے لیے ہر لحاظ سے ممد و معاون ثابت ہونگے۔ ان شاءاللہ !اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو اور اس کارِ خیر میں آپ کا معاون و مددگار بھی۔ آمین

- مکرمہ عائشہ چوہدری۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدام الاحمدیہ (یوکے) کے اجتماع میں شمولیت کی تصاویر اور وڈیوز سوشل میڈیا پر دیکھی تھیں مگر آپ نے جس انداز میں ان لمحات کا ذکر کیا ہے وہ ان لائیو وڈیوز اور تصاویر سے کہیں زیادہ خوبصورت اور متاثر کن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہر بات ہر لفظ ہر حکم کو اپنے اندر اتارنے کی توفیق دے اور ہم سب ان کی اطاعت کرنے والے ہوں۔ آمین

- مکرمہ شمیم اختر۔ مسی ساگا، کینیڈا سے لکھتی ہیں:

محترم ایڈیٹر صاحب! خدا تعالیٰ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو بہترین جزا دے جس محنت سے آپ الفضل کے مختلف شعبہ جات میں کام کر رہے ہیں اور معلومات کا نئے سے نیا ذخیرہ ہم تک پہنچا رہے ہیں اس کی جزا تو بے شک خدا ہی آپ کو دے گا۔ الفضل اخبار میں اردو کے اسباق کا سلسلہ بہت ہی فائدہ مند ہے ہم اردو بولنے والے بھی جن کے قوائد وضوابط سے ناآشنا تھے بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں خدا اس زبان سے محبت اور اسکو سیکھنے کا شوق ہماری نئی نسلوں میں بھی پیدا کرے۔ آمین۔

- مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

جزاکم اللہ آپ مجھے یاد رکھتے ہیں اور میں آپ کی دعاؤں میں ہوں۔ جزاک اللہ۔ اچھا لگتا ہے کہ میں لندن سے ایک دن پہلے یہاں اپنا الفضل پڑھ لیتی ہوں اور جب آپ کی طرف سے ملتا ہے تو اور بھی اچھا ہی لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نیکیوں اور دن رات کی محنت کو قبول فرمائے آمین

- مکرم طاہر احمد۔ فن لینڈ لکھتے ہیں:

جزاکم اللہ احسن الجزاء اس مضمون بعنوان ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ کے سلسلے کو لکھنے کا۔ خاکسار کی عادت ہے کہ اگر تو کسی وجہ سے جاگ رہا ہوں تو یا تو فن لینڈ وقت کے مطابق 2 بجے کا انتظار کرتا ہوں تا کہ الفضل اول وقت میں پڑھ کر سوسکوں یا پھر صبح نماز وغیرہ کی ادائیگی کے بعد ناشتے سے قبل الفضل پڑھنے کی عادت ہے۔ اور الحمد اللہ سال ہا سال سے مطالعہ کتب کی عادت ہونے کے باعث پڑھنے کی سپیڈ کافی تیز ہو چکی ہے اس لئے الفضل بہت جلدی ختم ہو جاتا ہے اور تشنگی رہ جاتی ہے لیکن اس تشنگی کو بعض مضامین یا اقتباسات دوبارہ پڑھ کر دور کر لیتا ہوں۔

آپ کا یہ مضمون بھی ایسا ہی ہے اور جو باتیں آپ اس مضمون میں بیان کر رہے ہیں، اس کا اس سے بہتر کوئی عنوان نہیں ہو سکتا تھا یعنی ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ اور اس قسط میں موجودہ دور کی اور موجودہ نسل کی مثالیں دے کے آپ نے اس مضمون سے جو تعلق باندھا ہے وہ بہت خوب ہے اور آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ یہ اثر زمانے کی طوالت کے باوجود نسل در نسل خلافت کی برکت کے منتقل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قوت تخیل و قلم میں ہمیشہ مزید برکت ڈالتا رہے اور اس اثر انگیزی سے لوگوں کو مستفیض ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

- مکرم بشارت احمد شاہد۔ مبلغ سلسلہ لٹویا تحریر کرتے ہیں:

الفضل کا معیار بہت اچھا اور معیاری ہے۔ معلومات سے بھرپور۔ ربوہ کی کمی دور ہوگئی ہے۔ اسے دیکھ کر ربوہ کا سابقہ دور یاد آجاتا ہے جب ہر روز اخبار گھر میں آتا تھا۔ میں روزانہ 100 سے زائد دوستوں اور عزیزوں کو اخبار بھجواتا ہوں۔ اگر کسی دن تاخیر ہو جائے تو فوراً میسجز آنے شروع ہو جاتے ہیں جس سے اسکی مقبولیت اور چاہت کا اندازہ ہوتا ہے۔ میں روزانہ ہی تقریباً الفضل کے کسی ایک آرٹیکل کا قرغیز اور ازبک زبان میں ترجمہ کر کے اپنی ویب (web) پر ڈال دیتا ہوں۔ جس پر جانے سے الفضل لنک تک براہ راست رسائی ہو جاتی ہے اور یوں براہ راست اخبار بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو دن دونی رات چوگنی ترقیات عطا کرتا رہے۔

(نوٹ از ایڈیٹر)

جزاہم اللہ تعالیٰ خیراً۔ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے لوگ جماعتی آرگن الفضل سے پیار اور محبت رکھنے والے دیئے ہیں کہ وہ الفضل کی اشاعت کا نئے سے نیا طریق ایجاد کرتے رہتے ہیں اور یوں الفضل دنیا کے کونے کونے میں پیغام حق پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ امید ہے باقی قارئین جن کو دنیا بھر کی مختلف زبانوں میں مہارت حاصل ہے اس ذریعہ کو اپنا کر پیغام حق پہنچانے والے ہوں گے۔ اس سے قبل مکرمہ ڈاکٹر امینہ طارق نے امریکہ سے بعض حصوں کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کا کام شروع کیا تھا۔ کان اللہ معہم۔

محمد انیس دیالگڑھی۔ جرمنی

مکرم ہدایت اللہ ہیوبش کا ذکر خیر

ایک عالم باعمل اور اطاعت و وفاداری کا پیکر

مؤرخہ 4 جنوری 2011ء کو جرمن نژاد احمدی عالم دین مکرم ہدایت اللہ ہیوبش وفات پاگئے۔آپ کی تدفین جرمنی میں ہوئی۔جرمن لوگ اُن کی قبر پر گل پاشی کر رہے تھے۔میں نے مٹھی بھر مٹی ہاتھ میں لی تو وہ پھول بن گئے۔محبت عقیدت اور دعا کے پھول۔اور پھر اس قدر پھول برسے کہ ایک ڈھیر لگ گیا۔اس ڈھیر سے بہت لالہ و گل نمایاں ہوگئے اور ان گل و لالہ سے چمن احمدیت ہمیشہ مہکتا رہے گا اور یہ سلسلہ کبھی ختم ہوگا۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے نوجوانوں نے قبر کے خلاء کو چند لمحوں میں پُر کر دیا اور وہ شخص ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

؎ صبح تک وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا
یاد گار رونق محفل تھی پروانے کی خاک

قبر تیار ہوئی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نمائندہ مکرم عبدالماجد طاہر نے لمبی اور پُرسوز دعا کروائی۔محترم امیر صاحب جرمنی نے اپنی سسکیاں دبانے کی کوشش کی مگر ایک ہوک نکل گئی۔بس پھر کیا تھا کہ صبروضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔دعا کے بعد میں نے مکرم ہدایت اللہ کی قبر کو دیکھا اور سوچا کہ قبر کا خلا تو ہم نے اتنی جلدی پُر کر دیا ہدایت اللہ کا خلاء کب پُر ہوگا۔جذبات کی رو میں یہ بات مکرم امیر صاحب سے بھی کہہ دی اور امیر صاحب نے جواب دیا کہ ان شاء اللہ ہوگا اور جلد ہوگا۔اللہ تعالیٰ سینکڑوں بلکہ لاکھوں ہدایت اللہ جماعت جرمنی کو عطا فرمائے گا حضور انور ایدہ اللہ نے بھی یہ دعا کی ہے۔اللہ کرے کہ یہ دعا قبول ہو۔آمین

جرمن زبان میں لفظ Hubish کے معنیٰ حسین وجمیل کے ہوتے ہیں۔اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت اللہ جمیل کہہ کر پکارا کرتے تھے اور تھا بھی حسن و جمال کا پیکر۔اس میں کئی حسن اکٹھے ہوگئے تھے کس کس کا ذکر کروں۔ایمان کا حسن،عبادات کا حسن، کردار کا حُسن،وفا اور اطاعت کا حسن۔قربانی اور ایثار کا حسن اور پھر خدا اور اس کے رسول ﷺ کا حُسن۔اور پھر اس دور کے مسیحا اور اس کے خلیفہ کے عشق نے تو اس کے حُسن کو چار چاند لگا دیئے تھے۔خلافت کے سائے میں تو اس کا حُسن اور بھی نکھر جاتا تھا۔خلیفۂ وقت کے سامنے اس کی محبت،عاجزی اور انکساری کو تو سب ہی دیکھتے اور محسوس کرتے تھے۔مگر اس کی روح کا مستی میں جھومنا اور خلافت کا دیوانہ وار طواف کرنا یہ کبھی کبھی ہی کوئی محسوس کرتا تھا وہ اس کیفیت کو چھپا کر رکھتا تھا۔مگر عشق اور مُشک بھی کبھی چُھپے رہے ہیں۔یہ عشق خود بھی مہکتا ہے اور ماحول کو بھی مہکاتا ہے۔

؎ اللہ اللہ جہاں محبت کا
جلوتوں میں ہیں خلوتیں کیسی

عبادت کا حُسن بھی اس کو عطا ہوا تھا۔میں نے خود اُن کو نماز پڑھتے اور پڑھاتے دیکھا۔ایک عجیب کیفیت جو آنکھوں سے تو نظر نہیں آتی تھی مگر ساتھ نماز پڑھنے والے کی روح پر اثر کرتی تھی۔

مکرم امیر صاحب جرمنی نے بھی آپ کی عبادت اور دعا کی مثالیں 7 جنوری 2011ء کے خطبہ جمعہ میں دی اور یہ بھی فرمایا کہ مرتے وقت ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے ہاتھ کی انگلیاں تسبیح کی حالت میں تھیں جیسا کہ وہ عموماً ہوا کرتی تھیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریباً 20 منٹ اس سال کے پہلے خطبہ جمعہ میں جس کو ساری دنیا نے سنا ان کا ذکر خیر کیا اور مرحوم کی محبت اخلاص وفا اور اطاعت کے واقعات سنائے۔

؏ یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے

ایک اور واقعہ جس سے ہدایت اللہ ہیوبش کی کامل اطاعت کا نمونہ سامنے آتا ہے یہ ہے کہ وفات سے کچھ عرصہ قبل ان کو ایک کتاب شائع کرنے کا خیال آیا انہوں نے ایک اشاعتی ادارے سے بات بھی کی وہ ادارہ فوراً راضی ہوگیا بلکہ ایڈوانس بھی دے دیا۔مگر آپ نے جماعت سے اس کتاب کی اشاعت کی اجازت طلب کی۔جماعت نے غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا کہ بہتر ہوگا کہ یہ کتاب شائع نہ ہو کہ اس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہونے کا اندیشہ ہے۔مکرم ہدایت اللہ نے فوراً جماعتی فیصلہ کے آگے سرتسلیم خم کیا اور کتاب کی اشاعت کا ارادہ ترک کر دیا۔

اطاعت کی بات کرنا۔اطاعت کا عہد کرنا اور بات ہے اور اُسے بہتر طور پر نبھانا اور بات ہے بلکہ ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔وہ عالم باعمل انسان تھے۔وہ ناصح بھی تھا مگر غمگسار بھی۔واعظ بھی تھا مگر ہمدرد بھی۔وہ شاعر،ادیب،مقرر اور خطیب بھی تھا مگر سب سے بڑھ کر اسلام کا مبلغ تھا۔سوال و جواب کی مجلس ہو یا اخباری انٹرویو، کسی یونیورسٹی میں لیکچر ہو یا TV کا ٹاک شو ہدایت اللہ کی بات ہمیشہ غالب رہتی تھی کہ وہ بات خدا کی بات کرتا تھا۔

اپنے خالق و مالک کے پاس جاتے جاتے آخری نظم میں اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو خراج تحسین پیش کرنے کے بعد آپؐ کا شکریہ بھی ادا کیا کہ آپؐ نے ایسی عظیم الشان ہدایت دنیا کو دی جس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی۔

ہدایت اللہ ہیوبش کا تخیل اس قدر بلند پرواز تھا اور ان کے قلم میں اس قدر قوّت اور جان تھی کہ اگر وہ اُسی رستہ پر قائم رہتے جس پر وہ اسلام لانے سے قبل قائم تھے تو بے شمار کتابوں کے خالق بنتے اور بڑے انعام کے حقدار بھی۔مگر ان کو دنیا کے انعاموں کی پرواہ ہی کب تھی۔خصوصاً آج کے دور میں تو ان کی خوب پذیرائی ہوتی کہ پہلے تو لوگ دبی زبان میں اور چھپ چھپ کر اسلام پر اعتراض کرتے تھے مگر اب کھل کر اسلام اور بانی اسلام پر گند اچھالنے لگے ہیں۔اور سینکڑوں لوگوں نے تو اسلام کے خلاف کتابیں لکھ کر اور فلمیں بنا کر بہت دھندہ کیا اور خوب پیسہ کمایا۔ہیوبش صاحب سینہ سپر ہو کر اس راستہ میں کھڑے ہوگئے اور ان کا خوب دل کھول کر جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرتا جائے اور ان جیسے ہزاروں وفادار جماعت احمدیہ عالمگیر کو عطا کرتا رہے۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ مُّنۡکَرَاتِ الۡاَخۡلَاقِ وَالۡاَعۡمَالِ وَالۡاَھۡوَآءِ

(جامع ترمذی، اَبۡوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ بَابُ دُعَاءِ اُمِّ سَلَمَۃَ حدیث:3591)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں بُرے اخلاق اور بُرے اعمال اور بُری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

یہ سید ومولیٰ، فخرالانبیاء و، خیرالوریٰ، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی سیدھے راستے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم پر چلنے کی جامع دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دعا سکھائی، جو اپنے آپ کو سیدھے راستے پر چلانے اور اپنی خواہشات، اعمال اور اخلاق کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق چلانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور آجکل جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتا دیا ہے کہ اتنی مختلف النوع برائیاں پھیلی ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے بغیر ان سے بچنا اور ان سے نجات بہت مشکل ہے۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو یہ دعا ہے، یہ بھی اس زمانے کے لئے بڑی ضروری ہے۔حضرت زیاد بن علاقہؓ اپنے چچا عتبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ مُّنۡکَرَاتِ الۡاَخۡلَاقِ وَالۡاَعۡمَالِ وَالۡاَھۡوَآءِ

(خطبہ جمعہ 20/ اکتوبر 2006ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 537)

مرسلہ: مریم رحمٰن

مدثر ظفر

سمندر ہماری سوچ سے زیادہ گہرا اور وسیع ہے

ہمارا سمندر پوری زمین کے 70 فیصد حصہ پر قابض ہے۔حضرت انسان اب تک تمام سمندر کے صرف 5 فیصد زیر آب حصے کو ہی دریافت کر سکا ہے۔باقی کے 95 فیصد سمندر میں کیا ہے اور وہاں کون سی مخلوق پائی جاتی ہے یہ ہم نہیں جانتے۔12 افراد اب تک چاند پر چہل قدمی کر چکے ہیں لیکن سمندر کے سب سے گہرے حصے ''میریانا ٹرینچ'' تک صرف 4 افراد ہی پہنچ سکے ہیں۔سمندر کی گہرائی تک پہنچنے میں سب سے بڑی رکاوٹ پانی کا بہت زیادہ دباؤ ہے۔نیز وہاں تک سورج کی روشنی پہنچ نہیں پاتی اور درجہ حرارت بہت کم ہوتا ہے۔پانی کا دباؤ اتنا زیادہ ہے کہ خلاء میں لوگوں کو بھیجنا سمندر کی گہرائی میں بھیجنے کی نسبت آسان ہے۔پانی کا یہ دباؤ ایسے ہی ہے جیسے آپ کے سر پہ 50 جمبو جیٹ رکھ دیے جائیں۔زمین پر رہتے ہوئے عام حالات میں ہم اپنے اوپر جو دباؤ محسوس کرتے ہیں سمندر کے سب سے گہرے حصے میں وہ ایک ہزار گنا تک ہوتا ہے۔لاکھوں میل دور خلاء میں موجود سیاروں کے نقشے بنانا آسان ہے لیکن سمندر کا مکمل نقشہ ابھی تک نہیں بنایا جا سکا۔خلائی تحقیقاتی ادارہ ناسا سیاروں کے نقشے بنانے کے لیے ریڈیو ویو کا استعمال کرتا ہے لیکن اس طریقے سے سمندر کا نقشہ بنانا ممکن نہیں۔کئی ٹریلین گیلن پانی کی موجودگی میں ریڈیو ویو کام نہیں کرتیں۔سمندر کی اپنی ایک مخصوص آواز ہوتی ہے جسے Bloop کہا جاتا ہے۔سائنسدانوں نے یہ آواز 1997ء میں ریکارڈ کی۔کم فریکوئنسی کی یہ آواز بہت تیز ہے اور ہیبت ناک ہے۔

سمندر کے پاتال میں جھیلیں اور دریا بھی موجود ہیں۔سننے میں عجیب لگتا ہے کہ سمندر کے اندر دریا اور جھیلیں کیسے ہوسکتی ہیں؟لیکن یہ ممکن ہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ سمندر کے اندر ہی بہت زیادہ نمکین پانی اور ہائیڈروجن سلفائیڈ کا تعامل پانی کو بہت زیادہ کثیف بنا دیتا ہے۔اردگرد موجود پانی کی نسبت جہاں اس کی مقدار زیادہ ہو اس پانی کا اپنا بہاؤ دریا اور جھیل کی طرح سمندر کے اندر ہوتا ہے۔اسی طرح سمندر کے اندر ہی آبشاریں بھی پائی جاتی ہیں۔

دنیا کا سب سے لمبا پہاڑی سلسلہ بھی سمندر کے اندر ہی ہے جسے The Mid-Ocean Ridge کہا جاتا ہے جس کی لمبائی تقریباً 40 ہزار میل ہے۔اب تک اس پہاڑی سلسلہ کے صرف ایک فیصد حصہ پر ہی تحقیق ہو پائی ہے۔اس کے مقابلہ میں ہم مریخ کے پہاڑی سلسلوں اور اس کی سطح کے بارے میں زیادہ تفصیلی معلومات رکھتے ہیں جو ہماری زمین سے 397 ملین کلومیٹر دور ہے۔اب تک دریافت ہوئے سب سے گہرے سمندری مقام Challenger Deep میں زمین پر موجود سب سے اونچے پہاڑ ماؤنٹ ایورسٹ کو رکھ دیا جائے تو نہ صرف اس میں ڈوب جائے گا بلکہ دو کلومیٹر جگہ ابھی بھی باقی ہوگی۔یعنی آپ کو پہاڑ کی چوٹی سے پانی کی سطح تک پہنچنے کے لیے مزید دو کلومیٹر اوپر جانا پڑے گا۔ بحرالکاہل جسے پیسفک اوشین کہا جاتا ہے ہمارے سمندر کا سب سے بڑا حصہ ہے جو انڈونیشیا سے لے کر کولمبیا تک 12300 میل بنتا ہے۔یہ فاصلہ چاند کے قطر سے پانچ گنا زیادہ ہے، اس کا مطلب ہے کہ پانچ چاند ایک قطار میں بحرالکاہل میں رکھے جاسکتے ہیں۔

دنیا کے تمام جانداروں کا 94 فیصد آبی حیات پر مشتمل ہے۔لیکن ابھی تک سمندری حیات کا ایک تہائی حصہ انسانی نظروں سے اوجھل ہے۔یہی وجہ ہے کہ آئے دن عجیب وغریب قسم کی سمندری مخلوق دریافت ہوتی رہتی ہے۔انتہائی گہرائی میں جہاں انسان کا پہنچنا تقریباً ناممکن ہے وہاں بھی مختلف انواع کی مخلوق پائی جاتی ہیں۔کورل ان میں سے ایک ہے،اس کا نا تو دماغ ہوتا ہے نہ ہی منہ اور نا ہی یہ آنکھیں رکھتی ہیں یہ بس ایک پتھر کی طرح ہوتے ہیں اس کے باوجود ان کا شمار سمندری حیات میں ہوتا ہے۔حالیہ تحقیق کے مطابق ہمارا سمندر سب سے زیادہ آکسیجن پیدا کرتا ہے جس کا اندازہ 50 سے 80 فیصد تک ہے۔زیر آب موجود الجی نامی پودا سب سے زیادہ آکسیجن پیدا کرتا ہے۔سونامی میں بننے والی لہریں 100 فٹ تک بلند ہوسکتی ہیں لیکن سمندر میں زیر آب بننے والی لہریں 800 فٹ تک بلند ہوتی ہیں۔زمین کے 80 فیصد آتش فشاں سمندر میں زیر آب موجود ہیں۔جیلی فش کا شمار زمین کے سب سے قدیم باسیوں میں سے ہے جو 100 ملین سال سے زمین پر آباد ہیں۔یعنی جس وقت زمین پر ڈائنوسارس کا راج تھا جیلی فش تب سے سمندروں میں موجود ہے۔

بغیر کسی اضافی آلات کے سمندری کی گہرائی میں جانے کا ریکارڈ ہربرٹ نیشے کے پاس ہے جو ایک سانس میں 214 میٹر تک کی گہرائی میں پہنچے۔332 میٹر تک گہرائی میں اسکوبا ڈائیونگ کا عالمی ریکارڈ احمد گابر کے پاس ہے۔500 میٹر کی گہرائی میں دنیا کے سب سے بڑے جانور بلیو وہیل کا بسیرا ہوتا ہے۔اتنی ہی گہرائی میں امریکی ایٹمی آب دوز ''سی ولف'' بھی کہیں زیر آب تیر رہی ہوتی ہے۔550 میٹر کی گہرائی تک ایمپرر پینگوئین غوطہ لگا سکتی ہیں اور یہاں سے وہ مقام شروع ہوتا ہے جہاں پانی کا دباؤ ناقابل برداشت ہونا شروع ہو جاتا ہے۔830 میٹر کی گہرائی میں دنیا کی بلند ترین عمارت برج خلیفہ بھی ڈوب جاے گی۔1000 میٹر گہرائی سے ہم اس حصے میں داخل ہو جائیں گے جسے The Scary Zone کہا جاتا ہے۔اس مقام سے آگے سورج کی روشنی نہیں پہنچ پاتی،یہاں سے سمندر کا تاریک ترین مقام شروع ہوجاتا ہے۔یہاں پانی کا دباؤ اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ کوئی انسان اس مقام پر بغیر کسی مضبوط بیرونی حفاظتی خول کے زندہ نہیں رہ سکتا پانی کے بے پناہ دباؤ سے پچک کر فوراً موت واقع ہو جائے گی۔سمندری کچھوے 1280 میٹر گہرائی تک جا سکتے ہیں۔1800 میٹر کے بعد ہم Grand Canyon کے گہرے ترین مقام تک پہنچ جائیں گے۔2000 میٹر کی گہرائی میں سمندر کی عجیب وغریب اور خوفناک آبی حیات پائی جاتی ہیں جن میں Black Dragonfish بھی ہے۔2250 میٹر گہرائی وہ مقام ہے جہاں سپرم وہیل بمشکل پہنچ پاتی ہیں۔3800 میٹر وہ گہرائی جہاں ٹائی ٹینک اپنی باقیات کے ساتھ موجود ہے۔4000 میٹر سے The Abyssal Zone شروع ہوتا ہے۔یہاں پر پانی کا دباؤ ایک انچ پر 11000 پاؤنڈ کے برابر ہوتا ہے۔یہاں پر فنگ ٹوتھ،اینگلر فش اور وائپر فش پائی جاتی ہیں جو دیکھنے میں نہایت خوفناک معلوم ہوتی ہیں۔4791 میٹر کی گہرائی میں دوسری جنگ عظیم کے سب سے بڑے بحری جہاز بسمارک کی باقیات ہیں جو دوران جنگ غرق ہو گیا تھا۔6000 میٹر کی گہرائی میں ہم The Hadal Zone میں داخل ہو جاتے ہیں۔یہاں پر پانی کا دباؤ ایسے ہی ہے جیسے کسی انسان کے سر پر 50 جمبو جیٹ رکھ دیے جائیں۔خدا کی قدرت دیکھئے کہ اتنا دباؤ ہونے کے باوجود یہاں پر مختلف انواع کی آبی حیات کا وجود ہے۔6500 میٹر کی گہرائی وہ مقام ہے جہاں DSV Alvin نامی تحقیقی آب دوز جا سکتی ہے۔ٹائی ٹینک کی تلاش کا سہرا اسی آب دوز کے سر ہے۔8848 میٹر گہرائی پر ہم ماؤنٹ ایورسٹ کے برابر پہنچ جائیں گے۔10898 میٹر کی گہرائی وہ مقام ہے جہاں 2012ء میں جیمز کیمرون نامی مہم جو Deep Challenger مشن کے تحت پہنچے تھے۔اس کے باوجود وہ 1960ء میں بنایا گیا ڈان واش اور جیکس پکارڈ کا گہرے ترین مقام تک پہنچنے کا ریکارڈ نا توڑ سکے جو 10916 میٹر تک گہرائی میں پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔اس مقام تک پہنچنے میں انہیں 5 گھنٹے لگے اور وہ وہاں صرف 20 منٹ ہی ٹھہر سکے۔پانی کے بے پناہ دباؤ کی وجہ سے آب دوز کی کھڑکی میں دراڑیں پڑنا شروع ہوگئی تھیں جس پر انہیں واپس سطح پر جانا پڑا۔10994 میٹر کی گہرائی وہ مقام ہے جو اب تک کھوجا جا سکا ہے۔اسے چیلنجر ڈیپ کا نام دیا گیا ہے۔یہ جگہ گوام آئی لینڈ سے تین سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

سمندر کے یہ مقامات جو حضرت انسان نے اب تک دریافت کیے ہیں پورے سمندر کا صرف 5 فیصد ہے۔عین ممکن ہے کہ جو 95 فیصد سمندر ہماری نظروں سے اوجھل ہے اس میں چیلنجر ڈیپ سے بھی زیادہ گہرے مقامات ہوں اور ان میں ایسی آبی حیات پائی جاتی ہوں جو ہم نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: فہیم احمد خادم نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن گھانا

پہلا اردو کیمپ، سال 2021ء

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے جامعۃ المبشرین گھانا میں نئے چار سالہ کورس کا آغاز ہو چکا ہے۔ نئے چار سالہ کورس کے ابتدائی دو سالوں کی نصابی سرگرمیوں میں طلباء پر انگریزی، اردو اور عربی زبانوں میں مہارت حاصل کرنے کی طرف زیادہ توجہ دی جارہی ہے اسی سلسلہ میں رواں سال پہلی مرتبہ تین ہفتوں کے لیے 25جولائی تا 14 اگست درجہ اولیٰ کے لیے اردو کیمپ کا انعقاد عمل میں لایا گیا جس کا مقصد طلباء کو اردو زبان سے متعارف کروانا تھا تا کہ وہ دوران تعلیم اور میدان عمل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے کرام کی کتب اور دیگر جماعتی اردو لٹریچر سے بھر پور استفادہ کرسکیں۔

اردو کیمپ کے مطلوب نتائج کے حصول کے لیے چار رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے شاملین میں مکرم مولوی مبشر حسین شاہد صاحب، مکرم مولوی طاہر احمد ظفر صاحب، مکرم مولوی مبشر احمد اقبال صاحب اور مکرم مولوی رضوان احمد کوثر صاحب تھے۔

کیمپ کے انعقاد کے لیے مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے جن کی نگرانی کمیٹی ممبرز کے سپرد کی گئی۔ ان شعبہ جات میں نظامت علیا، خوراک، سمعی وبصری، دروس و تقاریر، کھیل، مہمان نوازی، علمی و ورزشی مقابلہ جات، معاون خصوصی، افتتاحی و اختتامی تقاریب اور انعامات کا شعبہ شامل ہیں۔

اردو کیمپ کی نمایاں سرگرمیوں میں صبح ساڑھے سات بجے سے ڈیڑھ بجے تک تدریس تھی جس دوران طلباء کو اردو زبان میں گفتگو کے

آداب اور قواعد سے آگاہی دلائی گئی۔ تدریسی اوقات کے دوران ایک پیریڈ اردو گرائمر کی تعلیم کے لیے مختص رہا اور روزمرہ مستعمل اردو زبان سے واقفیت کے لیے طلباء کو اردو زبان میں ویڈیوز بھی دکھائی گئیں۔

روزانہ کی بنیاد پر بعد نماز عصر طلباء کھیل میں شامل ہوتے اور اختتامی دنوں میں طلباء کو دو گروپس رحمٰن اور رحیم میں تقسیم کر کے ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ ان میں فٹبال اور والی بال کے میچز بھی ہوئے۔

اسی طرح روزانہ کی بنیاد پر رات کے کھانے پر مدعو مہمان کے ساتھ طلباء کا اردو زبان میں مجلس سوال و جواب کا بھی انعقاد کیا جاتا رہا۔ جس سے طلباء کو روانی سے اردو بول چال کا موقع میسر آیا۔

طلباء روزانہ اسمبلی کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ بزبان اردو پڑھ کر سناتے رہے۔ اور نماز مغرب کے بعد اردو زبان میں درس کا سلسلہ بھی جاری کیا گیا۔ اس عرصہ میں آنے والے خطبات جمعہ بھی اردو میں دئے گئے۔

مؤرخہ 12اگست بروز جمعرات اردو کیمپ کی اختتامی تقریب عمل میں لائی گئی جس کی صدارت مکرم پرنسپل صاحب جامعۃ المبشرین نے کی۔ اس تقریب کے دوران کیمپ کی سرگرمیوں پر رپورٹ پیش کی گئی اور علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ اس تقریب میں جامعۃ المبشرین کے تمام اساتذہ اور طلباء شامل ہوئے۔ تقریب کے اختتامی کلمات میں مکرم پرنسپل صاحب نے جو خود بھی دوران کیمپ تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، خوشنودی کا اظہار کیا اور دعا کروائی۔ اس موقعہ پر خصوصی عشائیہ کا بھی انتظام کی گیا تھا۔

خدا تعالی اپنے فضل سے تمام اساتذہ کو بہترین جزاء دے اور انہیں طلباء کی بہترین ذہنی، روحانی اور جسمانی نشو و نما کی توفیق دے اور طلباء کو نورِ دین سے منور کرے۔ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہاں ہر چیز پر ingredients لکھے ہوتے ہیں، بعض اوقات چاکلیٹ یا بسکٹ لیتے وقت لوگ احتیاط نہیں کرتے یا جیم (jam) یا اس قسم کی چیزیں لیتے وقت احتیاط نہیں کرتے حالانکہ اس میں واضح طور پر لکھا ہوتا ہے کہ اس میں الکوحل ملی ہوئی یا اس میں سؤر کی چربی ملی ہوئی ہے یا اور کوئی چیز ملی ہوئی ہے، تو پڑھ کے لیا کریں۔ چونکہ مجھے تجربہ ہوا ہے بعض لوگ تحفے میں بعض دفعہ لے آتے ہیں، مَیں احتیاط کرتا ہوں اور مَیں نے پڑھا تو اس میں الکوحل ملا ہوا تھا، ہر احمدی کو احتیاط کرنی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جولائی 2004ء)

مدیحہ مصوّر کاہلوں- ریجائنا، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

15 اکتوبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:00	17:56
مدینہ منورہ	05:01	17:55
قادیان	05:10	17:56
ربوہ	04:50	17:36
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:57	18:10

حاصلِ مطالعہ

عدالت میں قرآن مجید کی قدردانی

آیت کا حوالہ دے کر آروشی قتل میں جج کا فیصلہ

نئی دہلی 28نومبر (صحافت بیورو) آروشی، ہیم راج قتل معاملہ کا تاریخی فیصلہ حقائق اور شواہد کی بنیاد پر گزشتہ دنوں سنایا گیا۔ پانچ سال اور چھ ماہ سے چل رہے اس قتل کے مقدمہ میں سی بی آئی کی خصوصی عدالت نے منگل کو فیصلہ سنا دیا۔ سی بی آئی کی خصوصی عدالت کے ایڈیشنل سیشن جج شیام لال نے 26نکات پر مبنی فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ یہ والدین ایک عجوبہ ہیں جن کے ذمہ بچوں کی دیکھ ریکھ اور پرورش کی ذمہ داری تھی وہ خود ہی قاتل بن گئے۔ معزز جج نے کہا کہ حالات شواہد اور واقعات سے بغیر کسی انتباہ کے ظاہر ہوجاتا ہے کہ تلوار جوڑے نے اپنی بیٹی آورشی اور نوکر ہیم راج کو جان سے مار دیا۔ جج نے مزید کہا کہ یہ اپنی نوعیت کا انوکھا مقدمہ ہے جس میں والدین، جو بچوں کے سرپرست ہوتے ہیں وہی قاتل بن گئے۔ جج نے کہا والدین بچوں کے بہترین محافظ ہوتے ہیں اور یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے لیکن انسانی تاریخ میں یہ عجوبہ ہے جہاں والد اور والدہ اپنی اولاد کے خود ہی قاتل بن گئے۔

جج کے فیصلے میں جو بات سب سے اہم تھی وہ قرآن مجید کی آیت کا حوالہ تھا۔ جج نے کہا کہ والدین (تلوار جوڑا) نے سرزمین پر سفاکی کی حد کو پار کیا اور اس حکم کی حکم عدولی کی ہے جس میں کہا گیا ہے تم کسی انسانی جان کو مت مارو اور قرآن پاک میں صریحاً حکم ہے۔ خدا کی دی ہوئی زندگی مت چھینو۔ خدا نے اسے قابل احترام بنایا ہے۔

(روز نامہ صحافت دہلی جمعہ 29نومبر 2013ء)

(مرسلہ: محمد عمر تیاپوری۔ کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ انڈیا)